علوم اللغۃ کا اجمالی تعارف

مفتی محمد طارق محمود

مدرس و معین مفتی جامعہ عبد اللہ بن عمر، لاہور

علم لغت سے مراد یہاں وہ علم ہے جس سے عربی زبان کے کلمات کے معانی معلوم ہوتے ہیں۔ اسے علم متن اللغۃ بھی کہا جاتا ہے۔ اور کبھی علم لغت کا اطلاق عربی زبان سے متعلق سب علوم پر بھی ہوتا ہے۔ (مأخذہ: کشاف اصطلاحات الفنون: ۴/ ۹۸، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، ط: ۱۴۲۷ھ/ ۲۰۰۶ء، تاج العروس: ۱/ ۶۲، دار الہدایۃ)

علم لغت سے متعلق اصولی مباحث پر شیخ جلال الدین عبد الرحمن بن ابی بکر سیوطی (متوفی ۹۱۱ھ) کی "**المزهر في علوم اللغة**" عمدہ اور مفید کتاب ہے۔ نواب صدیق حسن خاں قنوجی (متوفی ۱۳۰۷ھ) کی کتاب "**البلغة في أصول اللغة**" بھی اسی موضوع پر ہے اور بنیادی طور پر شیخ سیوطی کی کتاب سے ماخوذ ہے۔

شیخ سیوطی نے علوم الحدیث کی طرح علوم اللغۃ کو پچاس انواع پر تقسیم کیا ہے۔ ان کی فہرست درج ذیل ہے:

الأول – معرفة الصحيح الثابت. الثاني – معرفة ما روي من اللغة ولم يصح ولم يثبت. الثالث – معرفة المتواتر والآحاد. الرابع – معرفة المرسل والمنقطع. الخامس – معرفة الأفراد. السادس – معرفة من تقبل روايته ومن ترد. السابع – معرفة طرق الأخذ والتحمل. الثامن – معرفة المصنوع وهو الموضوع ويذكر فيه المدرج والمسروق. وهذه الأنواع الثمانية راجعة إلى اللغة من حيث الإسناد. (أي من حيث الثبوت)

التاسع – معرفة الفصيح. العاشر – معرفة الضعيف والمنكر والمتروك. الحادي عشر – معرفة الرديء المذموم. الثاني عشر – معرفة المطرد والشاذ. الثالث عشر – معرفة الحوشي

والغرائب والشوارد والنوادر. الرابع عشر – معرفة المهمل والمستعمل. الخامس عشر – معرفة المفاريد. السادس عشر – معرفة مختلف اللغة. السابع عشر – معرفة تداخل اللغات. الثامن عشر – معرفة توافق اللغات .التاسع عشر – معرفة المعرب. العشرون – معرفة الألفاظ الإسلامية. الحادي والعشرون – معرفة المولد. وهذه الأنواع الثلاثة عشر راجعة إلى اللغة من حيث الألفاظ.

الثاني والعشرون – معرفة خصائص اللغة. الثالث والعشرون – معرفة الإشتقاق. الرابع والعشرون – معرفة الحقيقة والمجاز. الخامس والعشرون معرفة المشترك. السادس والعشرون – معرفة الأضداد. السابع والعشرون – معرفة المترادف. الثامن والعشرون – معرفة الإتباع. التاسع والعشرون – معرفة الخاص والعام. الثلاثون – معرفة المطلق والمقيد. الحادي والثلاثون – معرفة المشجر. الثاني والثلاثون – معرفة الإبدال. الثالث والثلاثون – معرفة القلب. الرابع والثلاثون – معرفة النحت. وهذه الأنواع الثلاثة عشر راجعة إلى اللغة من حيث المعنى.

الخامس والثلاثون – معرفة الأمثال. السادس والثلاثون – معرفة الآباء والأمهات والأبناء والبنات والإخوة والأخوات والأذواء والذوات. السابع والثلاثون – معرفة ما ورد بوجهين بحيث يؤمن فيه التصحيف. الثامن والثلاثون – معرفة ما ورد بوجهين بحيث إذا قرأه الألثغ لا يعاب. التاسع والثلاثون – معرفة الملاحن والألغاز وفتيا فقيه العرب. وهذه الأنواع الخمسة راجعة إلى اللغة من حيث لطائفها وملحها.

الأربعون – معرفة الأشباه والنظائر. وهذا راجع إلى حفظ اللغة وضبط مفاريدها.

الحادي والأربعون – معرفة آداب اللغوي. الثاني والأربعون – معرفة كتاب اللغة. الثالث والأربعون – معرفة التصحيف والتحريف. الرابع والأربعون – معرفة الطبقات والحفاظ والثقات والضعفاء. الخامس والأربعون – معرفة الأسماء والكنى والألقاب والأنساب. السادس والأربعون – معرفة المؤتلف والمختلف. السابع والأربعون – معرفة المتفق والمفترق. الثامن والأربعون – المواليد والوفيات. وهذه الأنواع الثمانية راجعة إلى رجال اللغة ورواتها.

التاسع والأربعون – معرفة الشعر والشعراء. الخمسون – معرفة أغلاط العرب.

یہاں ان انواع کا مختصر تعارف ذکر کیا جارہا ہے۔ ان کے بارے میں آئندہ پیش کی گئی تفصیلات المزہر سے ماخوذ ہیں۔ جہاں کسی اور کتاب سے کوئی بات نقل کی گئی ہے اس کا حوالہ ذکر کر دیا ہے۔

۱ – ۸ : عربی زبان کے کلمات کے ثبوت سے متعلق تفصیلات:

لغات کا واضع کون ہے ؟ اس بارے میں ایک قول یہ ہے کہ اللہ تعالی واضع ہیں۔ اس قول کی رو سے لغات توقیفی ہیں۔ دوسرا قول یہ ہے کہ اہل لسان کے اتفاق اور اصطلاح سے لغت بنی۔ تیسرا قول یہ ہے کہ بعض الفاظ کے واضع اللہ تعالی اور بعض الفاظ کے واضع انسان ہیں۔ یہ سب اقوال ممکن ہیں۔ حتمی تعیین کسی قول کی نہیں، البتہ ظنا راجح پہلا قول ہے۔ (نیز دیکھیے: کشاف اصطلاحات الفنون: ۴ / ۳۳۵)

واضع نے مفردات اور مرکبات دونوں وضع کیے ہیں یا صرف مفردات وضع کیے ہیں؟ اس میں اختلاف ہے۔ دونوں قولوں کو ترجیح دی گئی ہے۔

الفاظ کا موضوع لہا صور ذہنیہ ہیں یا ماہیات خارجیہ ؟ اس میں دونوں قول ہیں۔ تیسرا قول یہ ہے کہ معنی من حیث ہو مع قطع النظر عن کونہ ذہنیا او خارجیا موضوع لہ ہے۔

اہل لغت و عربیت کا تقریبا اتفاق ہے کہ الفاظ اور ان کے معانی میں مناسبت پائی جاتی ہے۔ ابو الفتح عثمان بن جنی موصلی (متوفی ۳۹۲ھ) نے ''الخصائص'' میں اس پر ایک باب قائم کیا ہے : باب في إمساس إمساس الألفاظ أشباه المعاني . جیسے مثلا فَعَلان کے وزن پر آنے والے مصادر میں حرکت اور اضطراب کے معنی پائے جاتے ہیں۔ جیسے حَیَوان، اس میں توالی حرکات کی توالی افعال کے ساتھ مناسبت ہے۔ اور مثلا مضاعف کے رباعی مصادر میں تکریر کے معنی پائے جاتے ہیں۔ جیسے زلزلۃ، اس میں لفظ اور معنی میں تکرار کی مناسبت ظاہر ہے۔ اور مثلا مریض جب ہلکی آواز نکالے تو یہ آواز رنین ہے، اور اگر اسے چھپائے تو وہ ہنین ہے،

اور اگر اسے ظاہر کرے اور ہلکی نکلے تو حنین ہے، اگر اس سے زیادہ ہو تو انین ہے، اور اگر اور زیادہ ہو تو خنین ہے۔ اس میں آواز کی قوت کے ساتھ ساتھ حرف بھی قوی ہو رہا ہے۔ وغیر ذلک من اللطائف الدقیقۃ الملیحۃ۔

لغت کے ثبوت کی ۵ شرائط ہیں: ۱- سند صحیح سے ثبوت۔ ۲- ناقلین کی عدالت۔ ۳- منقول عنہ کا قول اصل لغت میں حجت ہو۔ ۴- ناقل نے خود سنا ہو۔ ۵- ناقل سے نقل کرنے والے نے بھی خود اس سے سنا ہو۔ بعض کے نزدیک لغت قرائن سے بھی ثابت ہو سکتی ہے۔ لغوی کا کام اہل عرب سے نقل کرنا ہے بس۔ نحوی کا کام اس میں تصرف اور قیاس ہے۔ جیسے محدث کا کام حدیث نقل کرنا اور فقیہ کا کام تصرف و قیاس ہے۔

ناقلین لغت کے جرح وتعدیل کے اعتبار سے حالات بھی مدون ہیں۔ لغویین اور نحاۃ کے طبقات اور اخبار کی کتب میں اسکی تفصیل ملتی ہے۔ مثلا ابو الطیب عبد الواحد بن علی لغوی (متوفی ۳۵۱ھ) کی کتاب ''مراتب النحويين'' میں یہ بحث ملتی ہے۔ البتہ روایت لغت میں کذب اور خطا بہت کم ہے بہ نسبت روایت حدیث کے۔

محققین اصولیین کی رائے یہ ہے کہ لغت قیاس سے ثابت نہیں ہوتی۔ عربی لغت میں اتنی وسعت ہے کہ اس کا احاطہ نبی کے سوا کوئی نہیں کر سکتا ہے۔

لغت کی کتبِ مبسوطہ میں غیر ثابت لغات کی تصریح بھی کرتے ہیں۔ مثلا في الجمهرة لابن دريد:

قال: زعموا أن الشَّطْشاط : طائر وليس بثبت. وفيها: في بعض اللغات: ثَبطَت شفةَ الإنسان ثَبْطًا إذا ورِمت وليس بثبت.... وقال(ابن فارس) يقال شيء وافل أي وافر وفيه نظر.

امام فخر الدین ابو عبد اللہ محمد بن عمر رازی (متوفی ۶۰۶ھ) رحمہ اللہ فرماتے ہیں لغت، نحو اور تصریف کی دو قسمیں ہیں: ایک متواتر اور دوسری مظنون۔ قرآن مجید کے اکثر الفاظ اور اس کی نحو اور تصریف پہلی قسم کی ہے۔ دوسری قسم بہت کم ہے، اس سے قطعیات میں تمسک نہیں کیا جا سکتا، ظنیات میں اس سے دلیل لی جاتی ہے۔

متواتر لغات کی مثالیں جو قرآن مجید میں نہیں: أسماء الأيام والشهور والربيع والخريف والقَمح والشعير والأرز والسِّمْسِم والسُّمَّاق والقَرْع والبِطِّيخ والمِشْمِش والتفاح والكُمَّثري والعنَّاب وغيرها .

مرسل لغت کی مثال : ومن أمثلة ذلك ما في الجمهرة لابن دَريد: يقال فَسأْتَ الثوب أفسؤه فسأً إذا مَدَدتَه حتى يتفزَّر.

وأخبر الأصمعي عن يونس قال: رآني أعرابيٌّ محتبيا بطيلسان فقال: علام تفسؤه – ابن دريد لم يَدْرِك الأصمعي.

اَفراد سے مراد وہ لغات ہیں جنھیں نقل کرنے والا صرف ایک لغوی ہو۔ اس کا حکم یہ ہے کہ اگر متفرد ضابط اور متقن ہو تو مقبول ہے بشرطیکہ اکثر کے مخالف نہ ہو۔ فمن أفراد أبي زيد الأوسي الأنصاري – قال في الجمهرة: المَنْشَبة: المال هكذا قال أبو زيد ولم يقله غيره.

لغت کا راوی ثقہ ہونا چاہیے۔ مرد ہو یا عورت، آزاد ہو یا غلام۔ اگر ناقل فاسق ہو تو اس کی نقل مقبول نہیں۔ ایک عادل کا قول بھی کافی ہے۔ لغت میں اشعار عرب پر اعتماد کیا جاتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ جس عربی کے قول سے لغت کی دلیل لی جائے اس کا عادل ہونا ضروری نہیں، بر خلاف اشعار اور لغات کے راوی کے ۔ حتی کہ بچوں اور مجنونوں کے قول سے بھی دلیل لی جاتی ہے۔ اہل ہوی کی روایت لغت میں مقبول ہے الا یہ کہ جھوٹ بولنے کو دین سمجھتے ہوں۔ تعدیل علی الابہام یعنی اخبرنی الثقۃ کے مقبول ہونے میں اختلاف ہے۔ عربی یا شیخ سے کسی لفظ کے معنی کے بارے میں پوچھا جائے اور وہ قول کے بجائے فعل سے جواب دے تو یہ کافی ہے۔
وقال الزجاجي في شرح أدب الكاتب: سَئل رؤْبَة عن الشَّنَبِ فأراهم حبَّة رمّان.

طرق اخذ و تحمل چھے ہیں: سماع من لفظ الشیخ ۔ قراءت علی الشیخ۔ سماع علی الشیخ بقراءۃ غیرہ۔ اجازہ۔ مکاتبہ۔ وجادہ۔

وقال أبو علي القالي في أماليه: حدثنا أبو بكرمُحَّد بن أبي الأزهر حدثنا الزبير (بن بكار) حدثنامُحَّد بن سلام الجمحي قال: حدثني يحيى بن سعيد القطان قال: رُواةُ الشّعْرِ أعقلَ من رُواة الحديث لأن رُواةَ الحديث يروون مصنوعا كثيرا ورواة الشعر ساعةَ يُنشدونَ المصنوع ينتقدونه ويقولون: هذا مصنوع. وقالمُحَّد بن سلام الجمحي: كان أولُ من جَمَعَ أشعار العرب وساق أحاديثها حماد الراوية وكان غير موثوق به وكان ينحل شعر الرجل غيره ويزيد في الأشعار.

في نوادر أبي أوس الأنصاري: أنشدني الأخفش بيتا مصنوعا لطرفة: // من المنسرح//

اضْرِبَ عنك الهمومَ طارقَها ... ضَرْبَكَ بالسَّوط قَونَس الفَرس

وقال ابن برِي أيضا: هذا البيتُ مصنوعٌ على طَرفة بن العبد.

قال ابن دريد في الجمهرة قال الخليل: أما ضَهيد وهو الرجل الصُّلب فمصنوع لم يأت في الكلام الفصيح. وفيها: زعم قوم أن اشتقاق شَراحيل من شرحل وليس بثبت وليس للشرحلة أصل.

۹ – ۲۱: لغت کی لفظ کے اعتبار سے تفصیل:

۹ - معرفۃ الفصیح : ثعلب کے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ کلمے کے فصیح ہونے کا دارومدار در اصل اس کے کثرت استعمال پر ہے۔ اور بے شک بات یہی ہے۔ تاہم متاخرین اہل بلاغت کی رائے میں ہر شخص کو یہ بات معلوم نہیں ہو سکتی عرب کا زمانہ دور ہونے کی وجہ سے۔ اس لیے انھوں نے ایک ضابطہ ذکر کیا ہے جس سے عرب کا کثرت استعمال معلوم ہو جاتا ہے۔ یعنی کلمہ کی فصاحت یہ ہے کہ تنافر حروف، غرابت اور مخالفت قیاس لغوی سے محفوظ ہو۔ تو کلمے کے فصیح ہونے کی علامت یہ ہوئی کہ معتبر اہل لسان کے ہاں کثیر الاستعمال ہو یا اس کے ہم معنی لفظ سے زیادہ استعمال ہو۔

ثلاثی کلمہ ثنائی، احادی، رباعی اور خماسی سے بہتر ہے۔ بعض کلمے ایک صیغے میں قبیح اور دوسرے میں حسن ہوتے ہیں۔ جیسے مثلا دع کا ماضی بوجہ قلت استعمال قبیح ہے، اور امر اور مضارع حسن ہے۔ لب بمعنی عقل واحد ہو تو قبیح ہے اور جمع الباب حسن ہے۔ ایسے ہی صوف واحد قبیح ہے اور جمع اصواف حسن ہے۔ مصادر سب مفرد ہوں تو حسن ہیں اور جمع ہوں تو قبیح ہیں۔ پھر فصاحت کے رتبے مختلف ہوتے ہیں۔ جیسے مثلا بُرّا فصح ہے قمح اور حنطۃ سے۔ انصبہ المرض بہتر ہے نصبہ سے۔

قال الإمام أبو القاسم الحسين بنمُحَّد بن المفضَّل: المشهور بالراغب وهو من أئمة السُّنة والبلاغة في خطبة كتابه المفردات: فألفاظ القرآن: هي لبُّ كلام العرب وزبدَته وواسطته وكرائمه وعليها اعتمادُ الفقهاء والحكماء في أحكامهم وحكَمهم وإليها مَفْزَعُ حُذّاَق الشعراء والبلَغاء في نَظْمهم ونثْرهم وما عداها وما عدا الألفاظ المتفرعات عنها والمشتَقات منها هو بالإضافة إليها كالقشُور والنَّوى بالإضافة إلى أطايب الثمرة وكالحُثالة والتّبْن بالنسبة إلى لُبوب الحِنْطة.

ألّف ثعلب كتابه الفصيح المشهور التزم فيه الفصيح والأفصح مما يجري في كلام الناس وكُتَبهم وفيه يقول بعضهم: // من المتقارب//

كتاب الفصيح كتاب مفيد ... يقال لقاريه ما أَبلَغَه

بني عليك به إنه .... لُبَابَ اللبيب وضنو اللُّغة

وقد عكفَ الناس عليه قديما وحديثا واعتنوا به فشرحه ابن دَرستَويه وابن خالويه والمرزوقي وأبو بكر بن حيَّان وأبومُحَّد بن السيد البطليوسي وأبو عبدالله بن هشام اللخمي وأبو إسحاق إبراهيم بن علي الفهري وذيَّل عليه الموفق عبد اللطيف البغدادي بذيل يقَاربه في الحجم ونَظمه ومع ذلك ففيه مواضعَ تعقَّبها الحذَّاق عليه.

أفصح الخَلْق على الإطلاق سيدَنا ومولانا رسولﷺ حبيب رب العالمين جلَّ وعلا .
وأفصح العرب قريش .

وقال أبو نصر الفارابي في أول كتابه المسمى (بالألفاظ والحروف) : كانت قريش أجود العرب انتقادا للأفصح من الألفاظ وأسهلها على اللسان عند النُّطْق وأحسنها مسموعا وأبينها إبانَة عما في النفس والذين عنهم نُقلت اللغة العربية وبهم اقْتُدي وعنهم أُخذَ اللسانُ العربيُّ من بين قبائل العرب هم: قيس وتميم وأَسد فإن هؤلاء هم الذين عنَهم أكثر ما أُخذ ومعظمه وعليهم اتُّكل في الغريب وفي الإعراب والتَّصْريف ثم هذيل وبعض كنانة وبعض الطائيين ولم يؤخذ عن غيرهم من سائر قبائلهم.

وبالجملة فإنه لم يؤخذ عن حضَريٍّ قط ولا عن سكّان البَراري ممن كان يسكنَ أطرافَ بلادهم المجاورة لسائر الأمم الذين حولهم فإنه لم يؤخذ لا منْ لَخْم ولا من جذَام لمُجاوَرتهم أَهل مصر والقبْط ولا من قُضاعة وغَسَّان وإياد لمجاورتهم أهل الشام وأكثرهم نصارى يقَرؤون بالعبرانية ولا من تَغلب واليمن فإنهم كانوا بالجزيرة مجاورين لليونان ولا من بكر لمجاورتهم للقبط والفرس ولامن عبد القيس وأزد عمان لأنهم كانوا بالبحرين مُخالطين للهند والفُرس ولا من أهل اليمن لمخالطتهم للهند والحبشة ولا من بني حنيفة وسكان اليمامة ولا من ثقيف وأهل الطائف لمخالطتهم تجار اليمن المقيمين عندهم ولا من حاضرة الحجاز لأن الذين نقلوا اللغة صادفوهم حين ابتدؤوا ينقلون لغةَ العرب قد خالطوا غيرهم من الأمم وفسدت أَلسنتهم والذي نقل اللغةَ واللسانَ العربيَّ عن هؤلاء وأَثْبتها في كتاب فصيَّرها علْماً وصناعة هم أهل البصرة والكوفة فقط من بين أمصار العرب. انتهى.

۱۰ - معرفة الضعيف والمنكر والمتروک : ضعیف اسے کہتے ہیں جو فصیح نہ ہو اور منکر اس سے بھی کم درجے کا ہے۔ متروک وہ قدیم لغت ہے جس کا استعمال چھوٹ گیا ہو اور اس کی جگہ دوسرا کلمہ استعمال ہونے لگا

وأمثلة ذلك كثيرة في كتب اللغة. منها في ديوان الأدب للفارابي: اللَّهَجة لغة في اللَّهْجة وهي ضعيفة.وأَنبذ نبيذا لغة ضعيفة في نبَذ.وانتُقِعَ لونه لغة ضعيفة في امْتُقع. وفي الصحاح: جَرَعْتُ الماء بالفتح لغة أنكرها الأصمعي والمعروفَ جرِعت بالكسر. ومن أَمثلة المتروك قال في الجمهرة: كان أبو عمرو بن العلاء يقول: (مضَّنِي) كلام قديم قد تُرك قال ابن دريد: وكأنه أراد أن أمضَّني هو المستعمل.

تنبيه – الفرقُ بين هذا النوع وبين النوع الثاني أن ذاك فيما هو ضعيف من جهة النَّقل وعدم الثبوت وهذا فيما هو ضعيف من جهة عدم الفصاحة مع ثبوته في النقل فذاك راجع إلى الإسناد وهذا راجع إلى اللفظ.

١١– معرفة الرديء المذموم من اللغات : هو أقبح اللغات وأنزلُها درجة قال الفراء: كانت العربُ تحضر الموسم في كل عام وتحجُّ البيتَ في الجاهلية وقريشٌ يسمعون لغات العرب فما استحسنوه من لغاتهم تكلموا به فصاروا أفصح العرب وخلَت لغتهم من مستبشعَ اللغات ومستقبح الألفاظ من ذلك: الكَشْكَشة وهي في ربيعة ومضر يجعلون بعد كاف الخطاب في المؤنث شيناً فيقولون: رَأَيتكش وبكَش وعليكَش . وغير ذلك من اللغات الرديئة في سائر الفبائل

وفي الغريب المصنف: يقال حفرت البئر حتى أَمهت وأَموهت وإن شئت أَمهيت وهي أبعد اللغات فيها والمعنى انتهيت إلى الماء. وفي الجمهرة: تَدَخدَخ الرجل إذا انقبض لغةٌ مرغوب عنها. ورضبت الشاة لغةٌ مرغوب عنها والفصيح ربضَت.

١٢ – معرفة المطرد والشاذ : اطراد اور شذوذ کے اعتبار سے کلام کی چار قسمیں ہیں: ۱: قیاس اور استعمال دونوں میں مطرد۔ جیسے قام زید وضربت عمرا ومررت بسعيد. یہ درجہ مطلوب ہے۔ ۲: مطرد فی القیاس شاذ فی الاستعمال۔ جیسے یذر اور یدع کی ماضی۔ اس قسم میں جو الفاظ جیسے مسموع ہیں وہ ویسے ہی استعمال ہوں گے، وذر اور ودع نہیں کہیں گے، البتہ ان کے نظائر کو قیاس کے مطابق استعمال کیا جائے گا اگر چہ مسموع نہ ہوں۔ چنانچہ وزن اور وعد کہا جائے گا۔ ۳: مطرد فی الاستعمال شاذ فی القیاس۔ جیسے استصوبت الامر

۔استقصبت نہیں کہا جاتا۔اسی طرح استحوذ ہے۔اس قسم کا استعمال تو ایسے ہی ہو گا لیکن کسی اور کلمے کو ان پر قیاس نہیں کیا جائے گا۔۴:شاذ فی القیاس والاستعمال: جیسے اجوف کے ثلاثی مجرد میں مفعول کو بغیر اعلال کے لانا مثلا فرس مقوود ورجل معوود۔

۱۳ – معرفة الحوشي والغرائب والشواذ والنوادر : هذه الألفاظ متقاربة وكلها خلاف الفصيح. وقد ألف الأقدمون كتبا في النوادر كنوادر أبي زيد ونوادر ابن الأعرابي ونوادر أبي عمرو الشيباني وغيرهم وفي آخر الجمهرة أبواب معقودة للنوادر وفي الغريب المصنف لأبي عبيد باب لنوادر الأسماء وباب لنوادر الأفعال وألف الصغاني كتابا لطيفا في شوارد اللغة .

قال ابن هشام: اعلم أنهم يستعملون غالبا وكثيرا ونادرا وقليلا ومطردا فالمطرد لا يتخلف والغالب أكثر الأشياء ولكنه يتخلف والكثير دونه والقليل دون الكثير والنادر أقل من القليل فالعشرون بالنسبة إلى ثلاثة وعشرين غالبها والخمسة عشر بالنسبة إليها كثير لا غالب والثلاثة قليل والواحد نادر فعلم بهذا مراتب ما يقال فيه ذلك.

ومن نوادر الفعل: متعت بالشيء: ذهبت. و نوادر الأسماء والأفعال كثيرة لا يمكن استقْصَاؤُهَا.قال في الجمهرة : ومن نوادر قولهم أن يقولوا : أفعلت أنا وفعلت بغيري.

۱۴ – معرفۃ المهمل والمستعمل : اہل لغت مہمل کو کلام کی اقسام میں ذکر نہیں کرتے، بلکہ اہل عرب کی غیر مستعمل ابنیہ میں ذکر کرتے ہیں۔ مہمل کی دو قسمیں ہیں۔ایک وہ جن حروف کا اجتماع عربی زبان میں درست نہیں۔ جیسے مثلا جیم کے ساتھ کاف کا آنا۔اور دوسری وہ قسم جس کا اجتماع درست ہے لیکن اہل عرب نے اسے استعمال نہیں کیا۔ جیسے مثلا عضخ۔اہل عرب خضع کہتے ہیں لیکن عضخ نہیں کہتے۔ابن جنی کہتے ہیں کہ مہمل کی وجہ زیادہ تر ادائیگی میں ثقل اور تکلف ہے۔

۱۵ – معرفۃ المفاريد: فرد لغت کے تین حالات ہیں:۱ : اہل لسان کا اس کے بولنے پر اتفاق ہو لیکن اس کی کوئی نظیر ان سے مسموع نہ ہو۔یہ بالاتفاق مقبول اور مقیس علیہ بنتا ہے۔کما قيس على قولهم في

شَنُوءة شَنَئي مع أنه لم يسْمع غيره لأنه لم يسْمع ما يخالفه وقد أطبقوا على النُّطق به. ۲ : جسے بولنے والا صرف ایک شخص ہو اور یہ لغت جمہور کے خلاف بھی ہو تو اگر یہ بولنے والا اس لغت کے علاوہ فصیح کلام کرتا ہے اور اسکی یہ لغت موافق قیاس ہے تو بہتر یہی ہے کہ اس کے ساتھ حسن ظن رکھا جائے اور غلط نہ کہا جائے۔ ۳ : فرد لغت کے موافق و مخالف کسی دوسرے سے مسموع نہ ہو تو اگر متکلم فصیح ہے تو اسے بھی قبول کرنا لازم ہے۔

پانچویں نوع اور اِس نوع میں فرق یہ ہے کہ اُس میں عرب سے نقل کرنے والا صرف ایک امام لغت تھا اور اِس میں بولنے والا ایک عربی ہے۔ وہ قسم ناقل میں تھی اور یہ قائل میں ہے۔

۱۶ – مختلف اللغۃ : لغت میں اختلاف کی کئی صورتیں ہیں جیسے: حرکت میں اختلاف مثلا نَستعين نستعين قریش اور اسد کی لغت نون کے فتحے کے ساتھ ہے اور دیگر قبائل کی لغت نون کے کسرے کے ساتھ ہے۔ حرکت اور سکون کا اختلاف مثلا معكم معكم ۔ ابدال حرف کا اختلاف مثلا أولئك أُولاَلك ۔ ہمز وتلیین کا اختلاف مثلا مستهزئون مستهزون۔ حرف کی تقدیم وتاخیر کا اختلاف مثلا صاعقة وصاقعةٌ۔ حرف کے اثبات وحذف کا اختلاف مثلا استحييت واستَحيت وصدّدت وأصدَدّت ۔ حرف صحیح کو حرف علت سے بدلنے کا اختلاف مثلا أمَّا زيد أَيْما زيد ۔ امالہ اور تفخیم کا اختلاف مثلا قَضَى رمى بعض تفخیم کے ساتھ پڑھتے ہیں اور بعض امالہ کے ساتھ۔ التقائے ساکنین میں بعض پہلے کو ضمہ اور بعض کسرہ دیتے ہیں۔ مثلا اشّتروا الضلالة ۔ تذکیر وتانیث کا اختلاف مثلا هذه البقَر وهذه النخل ، هذا البقر وهذا النخل دونوں طرح کہا جاتا ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔

یہ لغات اگرچہ خاص خاص قبائل کی تھیں لیکن جب پھیل گئیں تو دوسرے بھی استعمال کرنے لگے۔ ابن جنی کہتے ہیں کہ سب لغات اپنے اختلاف کے باوجود حجت ہیں۔ ایک لغت کو لے کر دوسری کو غلط نہیں کہا جاسکتا، البتہ ایک کو دوسری پر ترجیح دی جاسکتی ہے۔ اور یہ تب ہے کہ سب لغات قیاس میں برابر یا

قریب قریب ہوں۔ لیکن اگر ایک لغت بہت کم استعمال ہوتی ہو اور دوسری بہت زیادہ استعمال ہوتی ہو تو جو روایت میں زیادہ اور قیاس میں اقوی ہو اسے لینا چاہیے۔ تاہم دوسری کو استعمال کرنا خطا نہیں سمجھا جائے گا۔

١٧ – معرفة تداخل اللغات : دو یا زائد مختلف لغتوں کو آپس میں ملا دینا اہل عرب سے ثابت ہے۔ نحو قَلاَ يقْلَى وسلَى يسلَى وطهر فهو طاهر وشَعر فهو شاعر. فكلٌّ ذلك إنما هو لغاتٌ تداخلتْ فتركبت بأن أُخذ الماضي من لغة والمضارعُ أو الوصفُ من أُخرى لا تَنْطقُ بالماضي كذلك فحصل التداخلَ والجمع بين اللغتين. فإن من يقول قَلَى يقول في المضارع يَقْلي، والذي يقول يَقْلَى يقول في الماضي قَلِي. وكذا من يقول سلا يقول في المضارع يسلو، وَمن يقول فيه يَسْلَى يقول في الماضي سَلِيَ. فتلاقَى أصحابُ اللغتين فسمع هذا لغَة هذا وهذا لغة هذا، فأخذَ كلٌّ واحد من صاحبه ماَضيه إلى لغته فتركّبت هناك لغةٌ ثالثَة. وكذا شاعر وطاهر إنما هو من شَعر وطهر بالفتح. وإما بالضم فوصفَه على فعيل فالجمع بينهما من التداخل.

١٨ – معرفة توافق اللغات : اس کے معنی ہیں عربی اور دوسری زبان میں ایک ہی لفظ کا ایک ہی معنی میں استعمال ہونا۔ وقال الإمام فخر الدين الرازي وأتباعه: ما وقع في القرآن من نحو المشكاة والقسطاس والإستبرق والسجيل ولا نُسَلّم أنها غير عربية بل غايتُه أن وَضْع العرب فيها وافق لغة أخرى كالصابون والتنور فإن اللغات فيهاَ متفقة. وقال الثعالبي في فقه اللغة: فصل في أسماء قائمة في لغتي العرب والفُرس على لفظ واحد: التنور الخمير الزمان الدّين الكنز الدينار الدرهم.

١٩ – معرفة المُعرَّب : جو لفظ در اصل عجمی زبان کا ہو اور پھر اہل عرب اسے استعمال کرنے لگیں اسے معرب کہتے ہیں۔ قرآن مجید میں آنے والے عجمی کلمات کے بارے میں اہل علم میں اختلاف ہے۔ جیسے مثلا: طه ، اليم ، الطور ، الربانيون ، الصراط ، القسطاس ، الفردوس وغیرہ کلمات فقہاء کے نزدیک عجمی ہیں۔ اہل عربیت کے ہاں یہ عجمی نہیں۔ تطبیق یہ ہے کہ اصالتا تو عجمی ہیں لیکن جب اہل عرب انھیں بولنے لگے تو عربی ہو گئے۔ معرب کو دخیل بھی کہتے ہیں۔

قد ألف في هذا النوع الإمام أبو منصور الجواليقي كتابه (المعرب) في مجلد وهو حسن ومفيد ورأيت عليه تعقبا لبعضهم في عدة كراريس.

ابو حیان کہتے ہیں کہ عجمی کلمات میں اگر اہل عرب نے تبدیلی کرکے یا بغیر تبدیلی کے اپنے کلام کے اوزان کے ساتھ ملا لیا ہو تو حرف اصلی، زائد اور وزن میں وہ اصل عربی کلمے کی طرح ہو جائے گا۔ جیسے مثلا درہم۔اور خُرَّم سُلَّم سے ملحق ہے۔ سیوطی رحمہ اللہ نے عجمی کلمات کی ۷ علامات ذکر کی ہیں۔ مثلا: قال ابن سيده في المحكم: ليس في كلام العرب شين بعد لام في كلمة عربية محضة.الشينات كلها في كلام العرب قبل اللامات.

قال الثعالبي في فقه اللغة: فصل – في سياقه أسماء تفرد بها الفرس دون العرب فاضطرت العرب إلى تعريبها أو تركها كما هي .

معرب میں ایسے بھی ہوتا ہے کہ عربی زبان میں پہلے سے لفظ ہوتا ہے۔ مثلا مِسک کے لیے مشموم کا لفظ پہلے سے ہے۔ اور کبھی ایسے ہوتا ہے کہ لفظ ایک معنی میں معرب ہوتا ہے اور دوسرے معنی میں عربی۔ مثلا الیاسمین چنبیلی کے پھول کے لیے فارسی معرب ہے اور ہودج پر بچھائی جانے والی چٹائی کے لیے عربی ہے۔ بعض دفعہ اہل لغت کو کسی لفظ کے عربی یا معرب ہونے کے بارے میں شک رہتا ہے۔

(ایک زبان کے الفاظ کا دوسری زبان میں استعمال ہونے لگنا ایک قدرتی امر ہے۔ یہ مختلف قوموں کے میل جول کا ایک نتیجہ ہے۔ اہل لسان دوسری زبانوں کے الفاظ اپنے لب ولہجہ میں ڈھال کر استعمال کرنے لگتے ہیں)

۲۰ – معرفة الألفاظ الإسلامية : اسلام، مسلم، مومن، کافر، منافق، صلاۃ، صوم، وغیرہ وہ الفاظ ہیں جو جاہلیت میں بھی اہل لسان کے ہاں استعمال ہوتے تھے، لیکن اسلام آنے کے بعد ان کے مفہوم میں کچھ تبدیلی آئی۔ انھیں اسلامی الفاظ کہتے ہیں۔ اسی طرح وہ الفاظ جو پہلے استعمال نہیں ہوئے اسی نوع سے تعلق

رکھتے ہیں۔علوم وفنون کی اصطلاحات بھی اسی نوع سے تعلق رکھتی ہیں۔ان میں لغوی اور اصطلاحی معنی کو الگ الگ بیان کیا جاتا ہے۔

وفي المجمل: قال ابن الأعرابي: لم يسمع قط في كلام الجاهلية ولا في شعرهم فاسق.قال: وهذا عجيب وهو كلام عربي ولم يأت في شعر جاهلي وفي الصحاح نحوه.

وفي فقه اللغة للثعالبي : إذا مات الإنسان عن غير قتل قيل: مات حتف أنفه وأول من تكلم بذلك النبيﷺ . وقاله ابن دريد في المجتبى: باب ما سمع من النبيﷺ مما لم يسمع من غيره قبله . وقال ابن دريد: ومعنى حتف أنفه: أن روحه تخرج من أنفه بتتابع نفسه لأن الميت على فراشه من غير قتل يتنفس حتى ينقضي رمقه فخص الأنف بذلك لأنه من جهته ينقضي الرمق .

وفي كتاب ليس: لم يسمع جمع الدجال من أحد إلا من مالك بن أنس فقيه المدينة فإنه قال: هؤلاء الدجاجلة.

٢١ – معرفة المُولد : المولد في اللغة اسم مفعول من التوليد، بمعنى إخراج شيء من شيء أصلي. وفي الاصطلاح العربي هو لفظ استخرجه المولدون من اللغة الأصلية مع شيء من التصرف وليس مستعملا في كلام الأعراب. مثل البداية المأخوذ من البداءة. ويقال لهذا أيضا المستحدث والعامي. والمولدون هم جماعة من العجم ولدوا ونشأوا ونموا في بلاد العرب، أو العكس. والمولدون أيضا هم جماعة من العرب أو الأعراب اختلطوا بالأعاجم. والعرب يقولون لمثل هؤلاء المستعربة والمتعربة. وإنما إطلاق هذه الكلمة على المولد في اللغة أو الناس هو من باب المجاز . (كشاف اصطلاحات الفنون : ....

وفي ديوان الأدب للفارابي يقال: هذه عربية وهذه مولدة. الأصمعي يقول: النحرير ليس من كلام العرب وهي كلمة مولدة. وقال عبد اللطيف البغدادي في ذيل الفصيح: الفطرة لفظ مولد وكلام العرب صدقة الفطرمع أن القياس لا يدفعه كالفرقة والنغبة لمقدار ما يؤخذ من

الشيء. وقال: أجمع أهل اللغة على أن التشويش لا أصل له في العربية وأنه مولد . ونقل السيوطي أنواعا من أخطاء العامة في الألفاظ . مثلا قال ابن قتيبة في أدب الكاتب: من الأفعال التي تهمز والعامة تدع همزها: طأطأت رأسي . فيكون بغير همز مولدا .

٢٢ – معرفة خصائص اللغة (العربية) : قال النواب صديق حسن : لسان العرب أفضل اللغات وأشرفها وأجود الألسنة وأكملها بوجوه وخصائص توجد فيه ولا توجد في غيره . وبعده لسان الفرس وبعده لسان الهند المحدث من عساكر سلاطين الهند . (البلغة في أصول اللغة : ص٥٣)

قال ابن فارس في فقه اللغة: لغة العرب أفضل اللغات وأوسعها قال تعالى: وإنه لتنزيل رب العاملين نزل به الروح الأمين على قلبك لتكون من المنذرين بلسان عربي مبين فوصفه – سبحانه – بأبلغ ما يوصف به الكلام وهو البيان.

عربی زبان کی امتیازی خصوصیات : **کلمے کے حرف کا حذف، ابدال اور ادغام۔ التقائے ساکنین سے بچنا۔ فعل کا اضمار۔ مترادفات کی کثرت مثلا** قال: أبو عبد الله بن خالويه الهمذاني : جمعت للأسد خمسمائة اسم وللحية مائتين. **فاعل، مفعول اور مضاف الیہ کے لیے الگ الگ اعراب۔ عربی شعر کا اپنا عروض جس کی باریکیوں تک کوئی اور زبان نہیں پہنچتی۔ ہمزہ کا شروع کلمے کے علاوہ استعمال۔ حا، طا، ضاد کے حروف۔ الف لام حرف تعریف۔ صیغوں کی تصریف کی ندرت مثلا اسم آلہ اور اسم ظرف میں صرف ایک حرف میم کے فتحے اور کسرے کا فرق، قاسط ظالم کو اور مقسط عادل کو کہتے ہیں۔ تعویض یعنی ایک کلمے کی جگہ دوسرا کلمہ لانا جیسے امر کی جگہ مصدر لانا۔**

بعض محاورات میں معنی مراد کا ظاہری معنی کے مخالف ہونا مثلا قال ابن فارس: فمن سنن العرب مخالفة ظاهر اللفظ معناه كقولهم عند المدح : قاتله الله ما أشعره ! فهم يقولون هذا ولا يريدون وقوعه. **حذف واختصار مثلا** والله أفعل ذاك تريد لا أفعل. **اسم یا فعل یا حرف کا زائد ہونا۔ مبالغے کے**

لیے اسم یا فعل کے حروف بڑھا دینا۔ایک کو تعظیما جمع کے لفظ سے خطاب۔التفات۔ ومن سنن العرب الفرق بين ضدين بحرف أو حركة كقولهم: يدوى من الداء ويداوي من الدواء . **کنیت وغیرہ اسالیب بدیعہ ملیحہ۔**

وقد جاء القرآن بجميع هذه السنن لتكون حجةالله عليهم آكد ولئلا يقولوا: إنما عجزنا عن الإتيان بمثله لأنه بغير لغتنا وبغير السنن التي نستنها فأنزله جل ثناؤه بالحروف التي يعرفونها وبالسنن التي يسلكونها في أشعارهم ومخاطباتهم ليكون عجزهم عن الإتيان بمثله أظهر وأشعر.

قال المطرزي في شرح المقامات: كان يقال: اختص الله العرب بأربع: العمائم تيجانها والحبا حيطانها والسيوف سيجانها والشعر ديوانها. قال: وإنما قيل: الشعر ديوان العرب لأنهم كانوا يرجعون إليه عند اختلافهم في الأنساب والحروب ولأنه مستودع علومهم وحافظ آدابهم ومعدن أخبارهم .

٢٣ – معرفة الاشتقاق : أفرد الاشتقاق بالتأليف جماعة من المتقدمين منهم الأصمعي وقطرب وأبو الحسن الأخفش وأبو نصر الباهلي والمفضل بن سلمة والمبرد وابن دريد والزجاج وابن السراج والروماني والنحاس وابن خالويه.

(رسالة أبي بكر مُحَّد بن السري السراج في الاشتقاق وهي أصح ما وضع في هذا الفن من علوم اللسان . (من قول الشيخ السيوطي في معرفة المعرب : النوع ١٩) هي مطبوعة باسم رسالة الاشتقاق .

اشتقاق کی ۴ قسمیں ہیں: صغیر،کبیر،اکبر اور کُبّار۔صغیر میں اصل اور فرع میں حروف اصلی کی ترتیب ایک ہوتی ہے۔کبیر میں حروف اصلی کی ترتیب مختلف ہوتی ہے۔اکبر میں حروف اصلی کا مخرج ایک ہوتا ہے۔اور کُبّار میں کسی عبارت کے کچھ حروف ملا کر لفظ بنایا جاتا ہے۔اسے نحت بھی کہتے ہیں۔صغیر کی مثال مصدر سے ماضی،مضارع،امر،اسم فاعل،وغیرہ مشتقات عشرہ کا اشتقاق۔اس قسم کی تفصیل علم صرف میں

بیان ہوتی ہے۔ کبیر کی مثال جیسے جذب کا جبذ سے اشتقاق۔ اکبر جیسے نہق کا نعق سے اشتقاق۔ کُبَّار جیسے بسمل اذا قال بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ (مقدمہ تحقیق رسالہ الاشتقاق: ص۱۷،۱۸) (نوع ۳۴ میں نحت کا مستقل ذکر بھی آرہا ہے)۔ اشتقاق صغیر ہی صرفیوں کا مقصود ہوتا ہے۔(مراح الارواح : ص ۱۲ ح۴، رشیدیہ ،کوئٹہ) مطلق اشتقاق سے مراد صغیر ہوتا ہے۔(کشاف الاصطلاحات :۲/۵۱۲ ملخصا) اشتقاق کی قسموں کو کبھی اصغر، صغیر، اکبر اور کبھی اصغر، اوسط، اکبر بھی کہتے ہیں۔(شامی:۱/۹۶) مشتق منہ اور مشتق میں ۱۵ قسم کے تغیرات ہوسکتے ہیں۔ کبھی ایک کلمے کے مشتق منہ میں کئی احتمال ہوتے ہیں۔ ایسی صورت میں دلیل کی بناء پر کسی کو ترجیح دی جاتی ہے۔

قيل : (الاشتقاق) الكبير أن يكون بين كلمتين تناسب في اللفظ والمعنى ، فهو أعم من أن يكون اسمين أو فعلين أو أحدهما اسما والآخر فعلا أو مجرد دين أو مزيدين أو أحدهما مجردا والآخر مزيدا وأن يزيد معنى المشتق أولا وأن يترتب الحروف أولا . (الفلاح شرح المراح : ص ١٠، المكتبة القدس ، كويتة ، دون التاريخ)

النعق صوت الغراب والنهق صوت الحمار ولا بد في الاشتقاق من اتحاد اللفظ والمعنى كلاهما معا ؟ والجواب بأن المعنى المأخوذ في التعريف أعم من المطابقي والتضمني والالتزامي . ولا شك أن نعق إذا كان بمعنى صوت الغراب يكون له تناسبا بالنهق في المدلول الالتزامي أعني الصوت . (ملا غلام رباني . حاشية مراح الأرواح : ص ١٤ ح٢ ، رشيدية ، كويتة ، دون التاريخ)

وأما الأكبر (أي الاشتقاق الكبير السابق ذكره) فيحفظ فيه المادة دون الهيئة فيجعل (ق ول) و (ول ق) و (وق ل) و (ل ق و) وتقاليبها الستة بمعنى الخفة والسرعة. وهذا مما ابتدعه الإمام أبو الفتح ابن جني. وكان شيخه أبو علي الفارسي يأنس به يسيرا . وليس معتمدا في اللغة، اللغة، ولا يصح أن يستنبط به اشتقاق في لغة العرب . وإنما جعله أبو الفتح بيانا لقوة ساعده

ورده المختلفات إلى قدر مشترك ؛ مع اعترافه وعلمه بأنه ليس هو موضوع تلك الصيغ ، وأن تراكيبها تفيد أجناسا من المعاني مغايرة للقدر المشترك.

الفرق بين الصرف والاشتقاق : التصريف أعم من الاشتقاق لأن بناء مثل قردد من الضرب يسمى تصريفا ولا يسمى اشتقاقا لأنه خاص بما بنته العرب. (من المزهر)

قوله : الصراف يحتاج في معرفة الأوزان إلى سبعة أبواب ...... فكسرته على سبعة أبواب . في الحاشية : كان المناسب بسياق كلامه أن يقول على ثمانية أبواب أحدها في الاشتقاق ، لكن لما كان معرفة هيآت المفردات إنما تتم معرفته بنسب بعضها إلى بعض بالإصالة والفرعية . حتى قال بعضهم الاشتقاق جزء من الصرف بلا شبهة ، وإن كان الحق إنه ليس بجزء منه حقيقة ، بل هو علم على حدة ، ولا شك إن أبواب الصرف سبعة ، أدرجه في تلك الأبواب ، ولم يجعله بابا على حدة ، وذكره في أول تلك الأبواب إشارة إلى ما ذكرنا . (مراح الأرواح مع حاشيته تنوير المصباح : ص ٣ ح ٦ ، سعيد ، كراتشي ، دون التاريخ)

هل التصغير والنسبة مشتقان ؟ فإن قلت: التصغير مشتق من المصدر بزيادة الياء مثل نصر ونصير قلت، لا نسلم أنه مشتق منه وزيادة الياء من قبيل الزيادة لإفادة المعنى لا الاشتقاق كما صرحوا به . (الفلاح شرح المراح : ص٦ ، المكتبة القدس ، كويتة ، دون التاريخ) أقول : مثله النسبة .

هل يشتق الثلاثي من المزيد ؟ (وهو) (أي الوجه) مشتق من المواجهة، واشتقاق الثلاثي من المزيد إذا كان أشهر في المعنى شائع كاشتقاق الرعد من الارتعاد واليم من التيمم . (قوله: شائع) خبر اشتقاق؛ وذلك لأن معنى الاشتقاق أن ينتظم الصيغتين فأكثر معنى واحد وفي هذا لا توقيت، بأن يكون المشتق منه ثلاثيا، فجاز أن يكون المزيد أشهر وأقرب للفهم من الثلاثي لكثرة الاستعمال، فصح ذكر الاشتقاق لإيضاح معناه وإن لم يكن المزيد أصلا له أفاده في النهاية.(قوله: من الارتعاد) أي الاضطراب أخذ منه الرعد، لاضطرابه في السماء أو اضطراب السحاب منه.(قوله: واليم) وهو البحر، من التيمم: وهو القصد: قال في الكشاف: لأن الناس

يقصدونه. وقال أيضا: واشتقاق البرج من التبرج لظهوره. وقال في الفائق: والجن من الاجتنان، لاستتارهم عن العيون. (الدر المختار مع رد المحتار : ٩٦/١)

(وقد يطرد) المشتق (كاسم الفاعل) نحو ضارب لكل واحد وقع منه الضرب (وقد يختص) ببعض الأشياء (كالقارورة) من القرار للزجاجة المعروفة دون غيرها مما هو مقر للمائع كالكوز. (قوله: وقد يطرد) أي فلا يتوقف على السماع قال شيخ الإسلام إن اعتبر في مسمى المشتق معنى المشتق منه على أن يكون داخلا فيه بحيث يكون المشتق اسما لذات مبهمة ينسب إليها ذلك المعنى، فهو مطرد لغة كضارب، ومضروب، وإن اعتبر فيه ذلك لا على أنه داخل فيه، بل على أنه مصحح للتسمية من بين الأسماء بحيث يكون ذلك الاسم اسما لذات مخصوصة يوجد فيها ذلك المعنى، فهو مختص لا يطرد في غيرها مما وجد فيه ذلك المعنى كالقارورة لا تطلق على غير الزجاجة المخصوصة مما هو مقر المائع وكالدبران لا يطلق على شيء فيه دبور غير الكواكب الخمسة التي في الثور، وهي منزلة من منازل القمر ا هـ. (حاشية العطار على شرح الجلال المحلي على جمع الجوامع : ٣٧١/١)

اعلم أن الحاجة في معرفة الكلمات المشتقة ماسة إلى معرفة الأمرين . شبه الاشتقاق وعين الاشتقاق . فالأول عبارة عن وجدان التناسب بين اللفظين ولا يشترط بينهما المناسبة المعنوية . ولو وجد فلا قدح فيه . نحو هجرع موضوع لشيئ طويل من جرع الموضوع لمكان سهل وقول الفقهاء الوجه من المواجهة ؛ لأن الوجه مجرد والمواجهة مزيد فيه ولا يشتق الأول من الثاني ، بل الثاني من الأول ، وقول النحاة اللغو مشتق من الإلغاء . وكذا قولهم العارية من التعاور وغير ذلك . (حاشية مراح الأرواح : ص١١ ح١ ، حقانية ، بشاور ، دون التاريخ)

وللمزيد من مبحث الاشتقاق راجع : كشاف اصطلاحات الفنون : ٥١٠/٢ - ٥١٤

٢٤ ، ٢٥ – معرفة الحقيقة والمجاز ، معرفة المشترك : منطق، بلاغت اور اصول فقہ میں اس موضوع کی تفصیل آتی ہے، لہذا یہاں اختصارا اسے ذکر نہیں کیا۔

٢٦ – معرفة الأضداد : هو نوع من المشترك . قال ابن فارس في فقه اللغة: من سنن العرب في الأسماء أن يسموا المتضادين باسم واحد نحو الجون للأسود والجون للأبيض. فيكون مشتركا بين الضدين .

ابن درستويه ممن ذهب إلى إنكار الأضداد وله في ذلك تأليف.

قال في الجمهرة: الشعب: الافتراق والشعب: الاجتماع وليس من الأضداد وإنما هي لغة لقوم فأفاد بهذا أن شرط الأضداد أن يكون استعمال اللفظ في المعنيين في لغة واحدة.

ألف في الأضداد جماعة من أئمة اللغة منهم قطرب والتوزي وأبو بكر بن الأنباري وأبو البركات بن الأنباري وابن الدهان والصغاني.

٢٧ – معرفة المترادف : الترادف لغة ركوب أحد خلف آخر . وعند أهل العربية والأصول والميزان هو توارد لفظين مفردين أو ألفاظ كذلك في الدلالة على الانفراد بحسب أصل الوضع على معنى واحد من جهة واحدة ، وتلك الألفاظ تسمى مترادفة . فبقيد اللفظين خرج التأكيد اللفظي وبقيد الانفراد التابع والمتبوع نحو عطشان بطشان ، وإن قال البعض بترادفهما ، وبقيد أصل الوضع خرج الألفاظ الدالة على معنى واحد مجازا ، والتي يدل بعضها مجازا وبعضها حقيقة ، وبوحدة المعنى خرج التأكيد المعنوي والمؤكد ، وبوحدة الجهة الحد والمحدود . ... ويقابل الترادف التباين . (كشاف اصطلاحات الفنون : ٢/٢٤٦)

من الناس من ظن أن المتساويين صدقا مترادفان . وهو فاسد لأن الترادف هو الاتحاد في المفهوم لا في الذات ، وإن كان مستلزما له . ومنهم من زعم أن الحد الحقيقي والمحدود مترادفان ، وليس بمستقيم ..... نعم الحد اللفظي والمحدود مترادفان ، ودعوى الترادف في الرسمي بعيد جدا . زعم البعض أن المرادف ليس بواقع في اللغة .... والحق وقوعه بدليل الاستقراء نحو قعود وجلوس للهيئة المخصوصة وأسد وليث للحيوان المخصوص وغيرها . ولا يسلم التعري عن الفائدة ، بل فوائده كثيرة كالتوسع في التعبير وتيسير النظم والنثر . (المصدر السابق : ٢/٢٤٦ ،

٢٤٧) ممن ألف في المترادف العلامة مجد الدين الفيروز أبادي صاحب القاموس ألف فيه كتابا سماه سماه الروض المسلوف فيما له اسمان إلى ألوف. وأرفد خلق من الأئمة كتبا في أسماء أشياء مخصوصة فألف ابن خالويه كتاب في أسماء الأسد وكتابا في أسماء الحية.

هل بين اللفظين المترادفين فرق ذيلي بعد الاشتراك في أصل المعنى ؟ انظر : المزهر : ٤٠٢/١ – ٤٠٧ ، ٣٩٩/١ – ٤٠١ ، كشاف اصطلاحات الفنون : ٢٤٨/٢ ، ٢٤٩

٢٨ – معرفة الإتباع : قال ابن فارس في فقه اللغة: للعرب الإتباعوهو أن تتبع الكلمة الكلمة على وزنها أو رويها إشباعا وتأكيدا. وروي أنه بعض العرب سئل عن ذلك فقال: هو شيء نتد به كلامنا. وذلك قولهم: ساغب لاغب وهو خب ضب وخراب يباب. وقد شاركت العجم العرب في هذا الباب. انتهى.

وقد ألف ابن فارس المذكور تأليفا مستقلا في هذا النوع وقد رأيته مرتبا على حروف المعجم وفاته أكثر مما ذكره وقد اختصرت تأليفه وزدت عليه ما فاته في تأليف لطيف سميته الإلماع في الاتباع.

وقال التاج السبكي في شرح منهاج البيضاوي: ظن بعض الناس أن التابع من قبيل المترادف لشبهه به والحق الفرق بينهما فإن المترادفين يفيدان فائدة واحدة من غير تفاوت والتابع لا يفيد وحده شيئا. بل شرط كونه مفيدا تقدم الأول عليه كذا قاله الإمام فخر الدين الرازي.

وقال الآمدي : التابع لا يفيد معنى أصلا ولهذا قال ابن دريد: سألت أبا حاتم عن معنى قولهم بسن. فقال : لا أدري ما هو. قال السبكي : والتحقيق أن التابع يفيد التقوية فإن العرب لا تضعه سدى وجهل أي حاتم لا يضر بل مقتضى : (قوله إنه لا يدري) معناه أن له معنى وهو لا يعرفه. قال: والفرق بينه وبين التأكيد أن التأكيد يفيد من التقوية نفي احتمال المجاز: وأيضا فالتابع من شرط أن يكون على زنة المتبوع والتأكيد لا يكون كذلك. وقال القالي في أماليه : الإتباع على ضربين : ضرب يكون فيه الثاني بمعنى الأول فيؤتى به توكيدا لأن لفظه مخالف

للأول وضرب فيه معنى الثاني غير معنى الأول فمن الأول قولهم : رجل قسيم وسيم وكلاهما بمعنى الجميل .

ذكر أمثلة من الإتباع : قال ابن دريد في الجمهرة : (باب جمهرة من الإتباع) يقال: هذا جائع نائع والنائع المتمايل .

ويقال: حسن بسن قسن. ولا باركالله فيه ولا تارك ولا دارك. وقد استفيد من المثالين الأخيرين أن الإتباع قد يأتي بلفظين بعد المتبع كما يأتي بلفظ واحد.

قال ابن الدهان في الغرة في باب التوكيد: منه قسم يسمى الإتباع ، نحو عطشان نطشان . وهو داخل في حكم التوكيد عند الأكثر . والدليل على ذلك كونه توكيدا للأول غير مبين معنى بنفسه عن نفسه كأكتع وأبصع مع أجمع . فكما لا ينطق بأكتع بغير أجمع فكذلك هذه الألفاظ مع ما قبلها . ولهذا المعنى كررت بعض حروفها في مثل حسن بسن كما فعل بأكتع مع أجمع . ومن جعلها قسما على حدة حجته مفارقتها أكتع لجريانها على المعرفة والنكرة ، بخلاف تلك وأنها غير مفتقرة إلى تأكيد قبلها بخلاف أكتع. قال : والذي عندي أن هذه الألفاظ تدخل في باب التأكيد بالتكرار نحو رأيت زيدا زيدا ورأيت رجلا رجلا . وإنما غير منها حرف واحد لما يجيئون في أكثر كلامهم بالتكرار . ويدل على ذلك أنه إنما كرر في أجمع وأكتع العين ، وهنا كررت العين واللام نحو حسن بسن وشيطان ليطان. وقال قوم : هذه الألفاظ تسمى تأكيدا وإتباعا. وزعم قوم : أن التأكيد غير الإتباع واختلف في الفرق فقال قوم : الإتباع منها ما لم يحسن فيه واو . نحو حسن بسن وقبيح شقيح. والتأكيد يحسن فيه الواو نحو حل وبل. وقال قوم: الإتباع للكلمة التي يختص بها معنى ينفرد بها من غير حاجة إلى متبوع .

٢٩ – معرفة العام والخاص : العام الباقي على عمومه : وهو ما وضع عاما واستعمل عاما . وقد عقد له الثعالبي في (فقه اللغة) باب الكليات . وهو ما أطلق أئمة اللغة في تفسيره لفظة الكل فمن ذلك : كل ما علاك فأظلك فهو سماء. كل بناء مربع فهو كعبة. كل بناء عال فهو صرح. كل شيء دب على وجه الأرض فهو دابة.

العام المخصوص : وهو ما وضع في الأصل عاما ثم خص في الاستعمال ببعض أفراده . مثاله عزيز . ثم رأيت له مثالا في غاية الحسن وهو لفظ (السبت) فإنه في اللغة الدهر ، ثم خص في الاستعمال لغة بأحد أيام الأسبوع : وهو فرد من افراد الدهر .

ما وضع في الأصل خاصا ثم استعمل عاما : عقد له ابن فارس في فقه اللغة: باب القول في أصول الأسماء قيس عليها وألحق بها غيرها. ثم قال: كان الأصمعي يقول: أصل الورد إتيان الماءثم صار إتيان كل شيء . وقد عقد ابن دريد في الجمهرة لذلك بابا ترجم له (باب الاستعارات) . وقال فيه: النجعة أصلها طلب الغيث ثم كثر فصار كل طلب انتجاعا . وقالوا: همدت النار ثم قالوا: همد الثوب إذا أخلق.

ما وضع عاما واستعمل خاصا ثم أفرد لبعض أفراده اسم يخصه . عقد له الثعالبي في فقه اللغة فصلا فقال: فصل في العموم والخصوص . البغض عام والفرك فيما بين الزوجين خاص. الغسل للأشياء عام والقصارة للثوب خاص. الغسل للبدن عام والوضوء للوجه واليدين خاص. النوم في الأوقات عام والقيلولة نصف النهار خاص. الطلب عام والتوخي في الخير خاص الهرب عام والإباق للعبيد خاص .

ما وضع خاصا لمعنى خاص : عقد له ابن فارس في فقه اللغةبابا فقال: (باب الخصائص) للعرب كلام بألفاظ تختص به معان لا يجوز نقلها إلى غيرها تكون في الخير والشر والحسن وغيره وفي الليل والنهار وغير ذلك: من ذلك قولهم: (مكانك) قال أهل العلم: هي كلمة وضعت على الوعيد.

قالالله جل ثناؤه : {مكانكم أنتم و شركاؤكم} كأنه قيل لهم: انتظروا مكانكم حتى يفصل بينكم. ومن ذلك قول النبيﷺ: (ما حملكم على أن تتتايعوا في الكذب كما يتتايع الفراش في النار) قال أبو عبيد : التتايع التهافت ولم نسمعه إلا في الشر.

كتاب فقه اللغة للثعالبي كله في هذا النوع فإن موضوعه ذلك وهو مجلد جمع فيه فأوعى.

وقال أبو الطيب اللغوي في كتاب الفروق: يقال يده من اللحم غمرة وندلة ومن اللبن وضرة ومن السمك والحديد أيضا سهكة ومن البيض ولحم الطير زهمة ومن العسل لثقة ومن الجبن نسمة ومن الودك ودكة ومن النقس طرسة ومن الدهن والسمن نمسة ومن الخل خمطة ومن الماء لثثة ومن الخطاب ردعة ومن الطين ردغة ومن العجين لوثة ومن الدقيق نثرة ومن الرطب والتمر حمتة ومن الزيت وصئة. ومن السويق والبزر رغفة ومن النجاسة نجسة ومن الأشنان حرضة ومن البقل زهرة ومن القار حلكة ومن الفرصاد قنئة ومن الرطاب مصعة ومن البطيخ نضخة ومن الذهب والفضة قتمة ومن الكامخ شهرة ومن الكافور سطعة ومن الدم شحطة ومن التراب تربة ومن الرماد رمدة ومن الصحناء صحنة ومن الخمط مسسة ومن الخبز خبزة ومن المسك ذفرة ومن غيره من الطيب عطرة ومن الشراب خمرة ومن الروائح الطيبة أرجة.

٣٠ – معرفة المطلق والمقيد : عقد له ابن فارس في فقه اللغة بابا فقال : باب الأسماء التي لا تكون إلا باجتماع صفات وأقلها ثنتان: من ذلك : المائدة لا يقال لها مائدة حتى يكون عليها طعام لأن المائدة من مادني يميدني إذا أعطاك وإلا فاسمها خوان . والكأس لا تكون كأسا حتى يكون فيها شراب وإلا فهو قدح أو كوب. والحلة : لا تكون إلا ثوبين إزار ورداء من جنس واحد فإن اختلفا لم تدع حلة. والكوب: لا يكون إلا بلا عروة. والكوز: لا يكون إلا بعروة.

وقال الثعالبي في فقه اللغة: باب الأشياء تختلف أسماؤها وأوصافها باختلاف أحوالها. مثلا– لا يقال أريكة إلا إذا كان عليه حجلة وإلا فهي سرير.

قال أبو جعفر النحاس في شرح المعلقات : قال أبو الحسن بن كيسان: الظعينة : من الأسماء التي وضعت على شيئين إذا فارق أحدهما صاحبه لم يقع له ذلك الاسم . لا يقال للمرأة ظعينة حتى تكون في الهودج ولا يقال للهودج ظعينة حتى تكون فيه المرأة. كما يقال جنازة

للميت إذا كان على النعش ولا يقال للميت وحده جنازة ولا للنعش وحده جنازة. كما يقال للقدح الذي فيه الخمر كأس ولا يقال ذلك للقدح وحده ولا للخمر وحدها.

٣١ – معرفة المشجر : *اس میں ایک لفظ کے معنی بتاتے ہیں، پھر اس معنی کے معنی بتاتے ہیں وہلم جرا۔*

ألف في هذا النوع جماعة من أئمة اللغة كتبا سموها (شجر الدر) منها شجر الدر لأبي الطيب اللغوي. شجرة – العين: عين الوجه والوجه: القصد والقصد: الكسر والكسر: جانب الخباء والخباء مصدر خابأت الرجال إذا خبأت له خبأ وخبأ لك مثله. والخبء: السحاب من قوله تعالى: يخرج الخبء في السماوات والأرض .والسحاب: اسم عمامة كانت للنبي ﷺ. والنبي: التل العالي. والتل مصدر التليل وهو المصروع على وجه والتليل: صفح العنق. والعنق:.......... فرع – والعين: عين الشمس والشمس:...... هذا آخر هذا المثال وفي الكتب المؤلفة في هذا النوع أمثلة كثيرة من ذلك. لطيفة – هذا النوع يناظره من علم الحديث نوع المسلسل.

٣٢ – معرفة الإبدال : قال ابن فارس في فقه اللغة: من سنن العرب إبدال الحروف وإقامة بعضها مقام بعض: مدحه ومدهه وفرس رفل ورفن وهو كثير مشهور قد ألف فيه العلماء.

وممن ألف في هذا النوع ابن السكيت وأبو الطيب اللغوي. قال أبو الطيب في كتابه: ليس المراد بالإبدال أن العرب تتعمد تعويض حرف من حرف وإنما هي لغات مختلفة لمعان متفقة تتقارب اللفظتان في لغتين لمعنى واحد حتى لا يختلفا إلا في حرف واحد.

ومن المضاعف قال أبو عبيدة : العرب تقلب حروف المضاعف إلى الياء . ومنه قوله تعالى: وقد خاب من دساها . وهو من دسست. خاتمة – قال القالي في أماليه – بعد أن سرد

جملة من ألفاظ الإبدال: اللغويون يذهبون إلى أن جميع ما أمليناه إبدال ، وليس هو كذلك عند علماء أهل النحو . وإنما حروف الإبدال عندهم اثنا عشر حرفا يجمعها قولك : طال يوم أنجدته.

٣٣ – معرفة القلب : قال ابن فارس في فقه اللغة: من سنن العرب القلب . وذلك يكون في الكلمة ويكون في القصة فأما الكلمة فقولهم: جبذ وجذب وبكل ولبك وهو كثير. وقد صنفه علماء اللغة وليس في القرآن شيء من هذا فيما أظن. انتهى.

وقد ألف ابن السكيت في هذا النوع كتابا ينقل عنه صاحب الصحاح. قال ابن دريد في الجمهرة: باب الحروف التي قلبت وزعم قوم من النحويين أنها لغات وهذا القول خلاف على أهل اللغة يقال: جبذ وجذب وما أطيبه وأيطبه وربض ورضب وأنبض القوس وأنضب وصاعقة وصاقعة ولعمري ورعملي.... وقال أبو عبيد في الغريب المصنف: باب المقلوب ...

قال السخاوي في شرح المفصل: إذا قلبوا لم يجعلوا للفرع مصدرا لئلا يلتبس بالأصل بل يقتصر على مصدر الأصل ليكون شاهدا للأصالة نحو يئس يأسا وأيس مقلوب منه ولا مصدر له فإذا وجد المصدران حكم النحاة بأن كل واحد من الفعلين أصل وليس بمقلوب من الآخر.نحو جبذ وجذب. وأهل اللغة يقولون: إن ذلك كله مقلوب.

٣٤ – معرفة النحت : قال ابن فارس في فقه اللغة – باب النحت: العرب تنحت من كلمتين كلمة واحدة وهو جنس من الاختصار وذلك (رجل عبشمي) منسوب إلى اسمين (النسبة إلى عبد شمس) .... وهذا مذهبنا في أن الأشياء الزائدة على ثلاثة أحرف فأكثرها منحوت مثل قول العرب للرجل الشديد ضبطر من ضبط وضبر وفي قولهم: صهصلق إنه من (صهل) (وصلق) وفي الصلدم) إنه من الصلد) (والصدم) قال: وقد ذكرنا ذلك بوجوهه في كتاب مقاييس اللغة.انتهى كلام ابن فارس .

وقد ألف في هذا النوع أبو علي الظهير بن الخطير الفارسي العماني كتابا سماه تنبيه البارعين على المنحوت من كلام العرب ولم أقف عليه وإنما ذكره ياقوت الحموي في ترجمته في

كتابه معجم الأدباء. وفي الصحاح قولهم: بلحارث لبني الحارث بن كعب من شواذ التخفيف لأن النون واللام قريبا المخرج فلما لم يمكنهم الإدغام لسكون اللام حذفوا النون كما قالوا: مست وظلت وكذلك يفعلون بكل قبيلة تظهر فيها لام المعرفة مثل بلعنبر وبلهجيم فأما إذا لم تظهر اللام فلا يكون ذلك.

٣٥ – معرفة الأمثال : (كهاوتين) النادرة حكمة صحيحة تؤدي ما يؤدى عنه المثل إلا أنها لم تشع في الجمهور ولم تجر إلا بين الخواص وليس بينها وبين المثل إلا الشيوع وحده. وقال المرزوقي في شرح الفصيح: المثل جملة من القول مقتضبة من أصلها أو مرسلة بذاتها فتتسم بالقبول وتشتهر بالتداول فتنقل عما وردت فيه إلى كل ما يصح قصده بها من غير تغيير يلحقها في لفظها وعما يوجبه الظاهر إلى أشباهه من المعاني فلذلك تضرب وإن جهلت أسبابها التي خرجت عليها واستجيز من الحذف ومضارع ضرورات الشعر فيها ما لا يستجاز في سائر الكلام.

وقال أبو عبيد في المثل: (أجناؤها أبناؤها) أي الذين جنوا على هذه الدار بالهدم هم الذين كانوا بنوها قال: وأنا أظن أن أصل المثل: جناتها بناتها لا أبناؤها لأن فاعلا لا يجمع على أفعال إلا أن يكون هذا من النوادر لأنه يجيء في الأمثال ما لا يجيء في غيرها.

قاعدة – الأمثال لا تغير بل تجري كما جاء . وقال المرزوقي: من شرط المثل ألا يغير عما يقع في الأصل عليه ألا ترى أن قولهم (أعط القوس باريها) تسكن ياؤه وإن كان التحريك الأصللوقوع المثل في الأصل على ذلك وكذلك قولهم الصيف ضيعت اللبن . لما وقع في الأصل للمؤنث لم يغير من بعد وإن ضرب للمذكر.

من أمثالهم : أحلم من الأحنف بن قيس ، وأغزل من امرىء القيس ، وأغرب من العنقاء.

٣٦ – معرفة الآباء والأمهات والأبناء والبنات والإخوة والأخوات والأذواء والذوات: قد ألف في هذا النوع جماعة فمن المتقدمين أبو العباس مُحَمَّد بن الحسن الأحول. قال أبو الحسن علي بن سليمان الأخفش: ولا أعلم أحدا سبقه إلى تأليف هذا الكتاب وكتابه خاص بالأربعة الأول وألف ابن السكيت كتاب المثنى والمكنى والمبني والموخى وما ضم إليه فذكر في المكني الآباء والأمهات والأبناء والبنات والأذواء والذوات ولابن الأثير كتاب سماه المرصع وقد لخصته قديما دون الأذواء والذوات في تأليف لطيف سميته (المنى في الكنى) .

الآباء : قال أبو العباس: تقول العرب: (هذه نار أبي حباجب) وذكر خالد بن كلثوم أن أبا حباحب رجل بخيل كان يخفي ناره خوف الأضياف فضربت به الأمثال. أبو الحصين: الثعلب وأبو جعدة وأبو جعادة: الذئب .

الأمهات : قال في الجمهرة: قال أبو عثمان الأشنانداني سمعت الأخفش يقول: كل شيء انضمت إليه أشياء فهو أم لها. (وأم الرأس: الجلدة التي تحت الدماغ) وبذلك سمي رئيس القوم أما لهم . وأم الدماغ: مجتمعه وأم النجوم: المجرة هكذا جاء في شعر ذي الرمة لأنها مجتمع النجوم وأم الكتاب: سورة الحمد لأنه يبتدأ بها في المصاحف وفي كل صلاة وأم القرى: مكة لأنها توسطت الأرض . وقال أبو العباس الأحول: أم القرآن: كل آية محكمة من آيات الشرائع والفرائض والأحكام وأم الكتاب: اللوح المحفوظ .

الأبناء : قال في الجمهرة قال الأصمعي : ابن جمير: الليل المظلم، وابن ثمير الليل المقمر ، وابنا سمير: الليل والنهار . قال ابن السكيت في المكني والمبني ابن ذكاء: الصبح وذكاء هي الشمس .

البنات : قال الثعالبي في فقه اللغة: ابن طبق و (بنت طبق) : حية صفراء تخرج من السلحفاة والهرهر وهو أسود سالخ ينام ستة أيام ويستيقظ في السابع فلا ينفخ على شيء إلا أهلكه قبل أن يتحرك. بنات الليل: الأحلام وبنات الصدر: الهموم.

الإخوة : قال ابن السكيت (باب المواخي) يقال: تركته أخا الخير أي هو بخير و تركته أخا الشر أي هو بشر. وقال ابن خالويه في شرح الدريدية: العرب تقول: ألفى من زيد أخا الموت أي الموت. يسمى النحويون الواو والياء أخوين وأختين.

الأذواء والذوات : قال ابن السكيت في كتاب المثنى وما ضم إليه: (باب ذا) يقال: ضربه حتى ألقى ذا بطنه أي حتى سلح ويقال للمرأة وضعت ذا بطنها أي وضعت حملها . ثم قال ابن السكيت (باب البديهة) يقال: لقيته أول ذات يدين أي لقيته أول شيء ، ويقال: أفعل ذاك أول ذات يدين أي أفعله قبل كل شيء . وذات الجنب: داء يأخذ في الجنب وذات أوعال: جبل. وقد عقد له ابن دريد في الوشاح بابا للأذواء من الناس ذكر فيه خلفا منهم: ذو النون: يونس النبي عليه السلام ذو الكفل نبي عليه السلام ذو القرنين: الإسكندر ملك. ذو الخلال: أبو بكر الصديق ذو النورين: عثمان بن عفان ذو الجناحين: جعفر بن أبي طالب.

٣٧ – معرفة ما ورد بوجهين بحيث يؤمن فيه التصحيف : كالذي ورد بالباء والتاء أو بالباء والثاء أو بالتاء والثاء أو بالباء والنون أو بالتاء والنون أو بالثاء والنون أو بالجيم والحاء أو بالجيم والخاءأو بالحاء والخاء أو بالدال والذال أو بالراء والزاي أو بالسين والشين أو بالصاد والضاد أو بالطاء والظاء أو بالعين والغين أو بالفاء والقاف أو بالكاف واللام أو بالراء والواو.

وهذا نوع مهم يجب الاعتناء به لأن به يندفع ادعاء التصحيف على أئمة أجلاء. واعلم أن هذا النوع والنوع الذي بعده من جملة باب الإبدال وأفردتهما لما امتازا به من الفائدة.

ذكر ما ورد بالباء والتاء: في نوادر ابن الأعرابي: رجل صلب وصلت بمعنى واحد. ذكر ما ورد بالباء والثاء: قال ابن خالويه في شرح الدريدية: البرى: التراب والثرى بالثاء: التراب أيضا

٣٨ – معرفة ما ورد بوجهين بحيث إذا قرأه الألثغ لا يعاب : وذلك كالذي ورد بالراء والغين أو بالراء واللام أو بالزاي والذال أو بالسين والثاء أو بالضاد والظاء أو بالقاف والكاف

والكاف أو بالكاف والهمزة أو باللام والنون وأما الذي ورد بالدل والذال أو بالسين والشين فقد فقد مر في النوع الذي قبله وإن كان يدخل في هذا النوع.

والأصل في هذا النوع ما ذكره الثعالبي في فقه اللغة قال: (أنا أستظرف قول الليث عن الخليل: الذعاق كالزعاق سمعنا ذلك من بعضهم وما ندري ألغة أم لثغة) . وقال في الصحاح: اللهس لغة في اللحس أو همة ..وقال: مرس الصبي أصبعه يمرسه لغة في مرثه أو لثغة. وقال الشرط مثل الثلط لغة أو لثغة وهو إلقاء البعر رقيقا.

٣٩ – معرفة الملاحن والألغاز وفتيا فقيه العرب والثلاثة متقاربة : قال ابن دريد في كتاب الملاحن: هذا كتاب ألفناه ليفزع إليه المجبر المضطهد على اليمين المكره عليهافيعارض بما رسمناه ويضمر خلاف ما يظهر ليسلم من عادية الظالم ويتخلص من جنف الغاشم وسميناه (الملاحن) . واشتققنا له هذا الاسم من اللغة العربية الفصيحة التي لا يشوبها الكدر ولا يستولي عليها التكلف. قال أبو بكر: معنى قولنا الملاحن لأن اللحن عند العرب: الفطنة .

الألغاز : وهي أنواع ألغاز قصدتها العرب وألغاز قصدتها أئمة اللغة وأبيات لم تقصد العرب الإلغاز بها وإنما قالتها فصادف أن تكون ألغازا . وهي نوعان: فإنها تارة يقع الإلغاز بها من حيث معانيها وأكثر أبيات المعاني من هذا النوع. وقد ألف ابن قتيبة في هذا النوع مجلدا حسنا . وكذلك ألف غيره . وإنما سموا هذا النوع أبيات المعاني لأنها تحتاج إلى أن يسأل عن معانيها ولا تفهم من أول وهلة . وتارة يقع الإلغاز بها من حيث اللفظ والتركيب والإعراب .

فتيا فقيه العرب : وذلك أيضا ضرب من الألغاز وقد ألف فيه ابن فارس تأليفا لطيفا في كراسة سماه بهذا الاسم رأيته قديماوليس هو الآن عندي فنذكر ما وقع من ذلك في مقامات الحريري ثم إن ظفرت بكتاب ابن فارس ألحقت ما فيه: ....

٤٠ – معرفة الأشْباه والنظائر : هذا نوعَ مهم، ينبغي الاعتناء به، فيه تُعرف نوادر اللغة وشواردها، ولا يقوم به إلا مطلع بالفن، واسع الاطلاع، كثير النظر والمراجعة.

وقد ألّف ابن خالويه كتابا حافلا، في ثلاثة مجلدات ضخمات سماه كتاب ليس موضوعه : ليس في اللغة كذا إلا كذا، وقد طالعته قديما، وانتقيت منه فوائد وليس هو بحاضرٍ عندي الآن. وتعقب عليه الحافظ مغْلَطاي مواضع منه في مجلد سماه: الميس على ليس . ويقع لصاحب القاموس في بعض تصانيفه أن يقول عند ذكر فائدة : وهذا يدخل في باب ليس. ذكر في هذا النوع أبنية الأسماء والأفعال وما يتعلق بها .

٤١ – معرفة آداب اللغوي : أول ما يلزمه الإخلاص وتصحيح النية ثم التحري في الأخذ عن الثقات . ولا شك أن علم اللغة من الدّين، لأنه من فروض الكفايات. وبه تعرف معاني ألفاظ القرآن والسنة. وقال بعض أهل العلم:

حفظ اللغات علينا ... فرض كفرض الصلاة

فليس يضّبط دين ... إلا بحفظ اللغات

وأخرج أبو بكر بن الأنباري في كتاب الوقف عن طريق عكْرِمة عن ابن عباس قال: إذا سألتم عن شيء من غريب القرآن فالتمسوه في الشعر، فإن الشعر ديوان العرب.

ذكر فيه الكتابة للعلوم والرحلة في طلب العلم وحفظ الشعر وروايته وتفهم المعاني والتثبت في المعاني والرواية والرفق بمن يؤخذ عنهم ورتبة الحافظ ووظائفه وذكر من سئل من علماء العربية عن شيئ فقال لا أدري وشكر العلم عزوه إلى قائله وغير ذلك من الآداب المهمة.

٤٢ – معرفة كتابة اللغة :

٤٣ – معرفة التصحيف والتحريف : أفرده بالتصنيف جماعةٌ من الأئمة منهم العسكري العسكري والدارقطني فأما العسكري فرأيت كتابه مجلدا ضخما فيما صحَّف فيه أهل الأدب من الشعر والألفاظ وغير ذلك. قال المعري: أصل التصحيف أن يأخذ الرجل اللفظ من قراءته في

صحيفة ولم يكن سمعه من الرجال فيغيره عن الصواب، وقد وقع فيه جماعةٌ من الأجلاء من أئمة اللغة وأئمة الحديث، حتى قال الإمام أحمد بن حنبل: ومن يـعرى من الخطأ والتصحيف.

قال ابن دريد: صحف الخليل بن أحمد فقال: يوم بغاث (بالغين المعجمة) وإنما هو (بالمهملة) . ونظير ذلك ما أورده العسكري قال: حدثني شيخ من شيوخ بغداد قال: كان حيان بن بِشْر قد ولِّي قضاء بغداد، وكان من جملة أصحاب الحديث، فروى يوما حديث أن عرفجة قطع أنفُه يوم الكلاب فقال له مستمليه: أيهما القاضي إنما هو يوم الكُلاب، فأمر بحبسه، فدخل إليه الناس فقالوا: ما دهاك قال قُطِعَ أنف عَرْفَجة في الجاهلية، وابتليت به أنا في الإسلام.

في خاتمة هذا النوع ذكر بعض ما أخذ على كتاب العين والصحاح من التصحيف.

٤٤ – معرفة الطبقات والحفاظ والثقات والضعفاء : قد ألف في ذلك الكثير. فمن ذلك: طبقات النحاة لأبي بكر الزبيدي، وطبقات النحاة البصريين لأبي سعيد السِّيرافي، ومراتب النحويين لأبي الطيب اللغوي.

قال أبو الطيب اللغوي في كتاب مراتب النحويين: قد غلب الجهل وفَشا، حتى لا يدري المتصدر للعلم من روى ولا من روِي عنه، ولا منْ أين أخذ علمه، وحتى إن كثيرا من أهل دهرنا لا يفرقون بين أبي عبيدة وأبي عبيد، وبين الشيءِ المنسوب إلى أبي سعيد الأصمعي أو أبي سعيد السكّري أو أبي سعيد الضرير.

ويحكون المسألة عن الأحمر، فلا يدرون: أهو الأحمر البصري، أو الأحمر الكُوفِي. ولا يصلون إلى العلم بمزية ما بين أبي عمرو بن العلاء وأبي عمرو الشيباني........ إلى أن قال واعلم أن أكثر آفات الناس الرؤساء الجهال، والصدور الضلال، وهذه فتنة الناس على قديم الأيام وغابر الأزمان، فكيف بعَصْرِنا هذا، وقد وصلنا إلى كدر الكدر وانتهينا إلى عكر العكر .

...... وجملة الأمر أن العلم انتهى إلى من ذكرنا من أهل المصْرين على الترتيب الذي رتبناه وهؤلاء أصحاب الكتب، والمرجوع إليهم في علم العرب، وَما أخللنا بذكر أحد إلا

لسبب: إما لأنه ليس بإمام ولا معوَّل عليه، وإما لأنه لم يخرج من تلامذته أحد يُحيِي ذِكْرَه، ولا من تأليفه شيء يلزم الناس نشره.

فأما مدينة الرسولﷺ فلا نعلم بها إماما في العربية. قال الأصمعي: أقمت بالمدينة زمانا ما رأيت بها قصيدة واحدة صحيحة إلا مصحفة أو مصنوعة. وأما مكة فكان بها رجل من الموالي يقال له ابن قسطنطين، شَدَا شيئا من النحو، ووضع كتابا لا يساوِي شيئا.

٤٥ – معرفة الأسماء والكُنى والألقاب والأنساب : أبو الأسود الدؤلي: قال أبو الطيب اللغوي: اختلف في اسمه. فقال عمر بن شبَّة: اسمه عمرو ابن سفيان بن ظالم. وقال: الجاحظ: اسمه ظالم بن عمرو بن سفيان. أبو عمرو بن العلاء: اختلف في اسمه على واحد وعشرين قولا: أصحها زبان . امرؤ القيس بن حجر الكندي: في اسمه أقوال قيل: عدي، وقيل: ملَيكة. حكاهما العسكري في كتاب التصحيف، وقيل: حنْدَج. حكاه ابن يسعون في شرح شواهد الإيضاح.

تأبط شرا: اسمه ثابت بن جابر. الفَرزْدق: اسمه همام بن غالب. النابغة الذُّبياني: اسمه زياد بن معاوية. النابغة الجعدي الصحابي: اسمه قيس بن عبدالله. الأعشى: اسمه ميمون بن قيس.

٤٦ – معرفة المؤتلف والمختلف : من ذلك الأُبَّذي والأُنْدي: الأول بالباء الموحدة المشددة والذال المعجمة جماعة. كل ما في العرب مِلْكان (بكسر الميم) إلا مَلْكان بن حَزْم بن ربَّان فإنه بفتحها.

٤٧ – معرفة المُتفق والمفْترق : الأخفش أحدَ عشَر نحويا.........سيبويه أربعة...... ثعلب: اثنان ...... نفطَوية: اثنان: .... ابن دريد: اثنان: ...

حيث أَطْلَق أبو عبيد في الغريب المصنف أبا عمرو فهو الشَّيباني فإن أراد أبا عمرو بن العلاء قيده. وحيث أطلق النحاة أبا عمرو فمرادهم ابن العلاء. وحيث أطلق البصريون أبا العباس

فالمراد به المبرِّد. وحيث أطلقه الكوفيون فالمراد بن ثعلَب. ذكره ابن الزَّملَكاني في شرح المفَصَّل. وحيث أطلق في كتب النحو الأخفش فهو الأوسط فإن أريد الأكبر أو الأصغر قيَّدوه.

امرؤ القيس: جماعة: منهم امْرُؤ القيس بن حُجر الكِنْديّ، وامْرُؤ القيس مُهَلْهَل بن ربيعة. ...... النوابغ: أربعة..... الأعشى جماعة .

قال ابن حبيب في كتاب متّفق القبائل: في قَيس عيلان شَكَل بن الحارث، وفي بني كلْب شَكَل بن يربوع.

٤٨ – معرفة المواليد والوفيات : أبو الأسود الدؤلي: قال أبو الطيب: قال أبو حاتم: ولد في الجاهلية، وقال غيره: مات في طاعون الجارف سنة تسع وستين. أبو عمرو بن العلاء: مات سنة أربع وقيل سنة تسع وخمسين ومائة بطريق الشام. الأصمعي: ولد سنة ثلاث وعشرين ومائة، ومات في صفر سنة ست عشرة، وقيل خمس عشرة ومائتين.

٤٩ – معرفة الشعر والشعراء : اللفظ إذا كان منثورا تبدَّد في الأسماع، وتَدَحرج في الطباع، ولم يستقر منه إلا المفرطة في اللطف فإذا أخذه سِلْكُ الوَزْن وعِقْد القافية تألفت أشْتاته، وازدوجت فرائده، وأمن السرقة والغصب.

وقد أجمع الناس على أن المنثور في كلامهم أكثر، وأقل جيدا محفوظا، وأن الشعر أقلّ، وأكثر جيدا محفوظا لأن في أدناه من زينة الوزن والقافية ما يقارب به جيِّد المنثور.

وكان الكلامُ كله منثورا، فاحتاجت العرب إلى الغناء بمكارم أخلاقها، وطِيِّب أعراقها، وذكرِ أيامها الصالحة، وأوطانها النازحة، وفُرسانها الأَنجاد، وسمحائها الأجواد لتهز نفوسها إلى الكرم، وتدل أبناءها على حسن الشيم فتوهموا أعاريض فعملوها موازين للكلام، فلما تم لهم وزنه سموه شعرا، لأنهم قد شَعروا به أي فَطِنوا له.

وقال: ما تكلمت به العرب من جيد المنثور أكثر مما تكلمت به من جيد الموزون، فلم يُحفظ من المنثور عشّره ولا ضاع من الموزون عشره.

طبقات الشعراء أربع: جاهلي قديم، ومُخَضّرم – وهو الذي أدرك الجاهلية والإسلام – وإسلامي، ومحّدَث ثم صار المحدثون طبقات أولى، وثانية على التدريج هكذا في الهبوط إلى وقتنا هذا فليعلم المتأخّر مقدارَ ما بقي له من الشعر فيتصفح أشعارَ منْ قبله، لينظرَ كم بين الْمُخَضْرَم والجاهلي وبين الَإسلامي والمخضّرم، وأن لـلمحدَث الأول فضلا عمن بعده دونهم في المنزلة، ففي الجاهليين والإسلاميين منْ ذهب بكل حلاوة ورَشَاقَة، وسبق إلى كل طَلاوة ولَباقة.

٥٠ – معرفة أغلاط العرب : عقد له ابنُ جنّي بابا في كتاب الخصائص قال فيه: كان أبو علي يروي وجه ذلك ويقول: إنما دخل هذا َالنحو كلامهم لأنهم ليست لهم أصول يراجعونها، ولا قوانين يستعصمون بها وإنما تهجم بهم طباعهم على ما ينطقون به، فربما استهواهم الشيء فزاغوا به عن القَصد.

وقال ابن فارس في فقه اللغة: ما جعل الله الشعراء معصومين يـو قّـون الغلط والخطأ فما صح من شعرهم فمقبول، وما أ بـته العربيةَ وأصولُها فمردود .

خاتمة الكتاب : ونختم الكلام بذكر ملح ومقطعات من كلام فصحاء العرب ونسائهم وصغارهم وإمائهم ....

فهذا نبذة من فوائد الكتاب الذي هو حقيق أن يطالعه الطالب باستيعاب . وإنما هو أنموذج لما حوته لغتنا العربية الحبيبة من اللطائف والمعارف . وفقناالله لتعلم لسان القرآن ولسان صاحب القرقان.

عربی زبان کے مشہور معاجم کا مختصر تذکرہ : شاید عربی زبان ہی کی خصوصیات میں سے ہے کہ اس کے حرف حرف اور کلمہ کلمہ کو بحث و تنقید کی اتنی چھلنیوں میں چھانا گیا ہے کہ اس کی نظیر دوسری زبانوں میں ملنا مشکل ہے۔ لغت کی کتابیں شمار کی جائیں تو ہزاروں کی تعداد ہو جاتی ہے۔ چھوٹی سے چھوٹی اور بڑی سے بڑی تیس تیس جلدوں کی کتابیں مختلف ترتیب اور مختلف انداز سے لکھی گئیں۔۔۔ مگر فتنہ تاتار میں میں جب بغداد کے اسلامی کتب خانے دریائے دجلہ میں ڈال کر اور کہیں جلا کر تباہ کیے گئے۔ ان میں سے اکثر کتابیں ضائع ہو گئیں۔ اس مقدمہ کے آخر میں کتب لغت کی ایک مختصر فہرست بطور نمونہ شامل کی دی گئی ہے۔ وہ دیکھ لی جائے۔ متاخرین جن کی کتابیں لغت عرب میں متداول اور مشہور ہوئیں وہ جوہری کی صحاح، اور ابن سیدہ اندلسی کی کتاب المحکم والمحیط اور شیخ مجد الدین فیروزآبادی کی قاموس ہے۔ اور اس آخری دور میں عام طور سے قاموس کی زیادہ شہرت و قبول حاصل ہوا۔ بہت سے علماء نے اسے درسا پڑھا اور پڑھایا ہے۔ سید مرتضی زبیدی ہندی نے اس پر ایک نہایت عمدہ مبسوط شرح تاج العروس دس ضخیم جلدوں میں لکھی۔ (مقدمۃ المنجد :ص ۱۴، حضرت مفتی محمد شفیع)

مقاييس اللغة : أبو الحسين أحمد بن فارس بن زكرياء القزويني الرازي (ت ٣٩٥هـ)

خطبے میں فرماتے ہیں کہ پانچ کتابیں ان کا ماخذ ہیں۔ خلیل بن احمد کی کتاب العین، ابو عبید کی غریب الحدیث اور الغریب المصنف، ابن سکیت کی کتاب المنطق، اور ابن درید کی جمہرۃ۔ مادوں کے بنیادی معنی بتاتے ہیں اور پھر اس مادے کے مشتقات کے معنی کی وضاحت کرتے ہیں۔ مثلا کتاب الہمزۃ کے شروع میں کہتے ہیں:

باب الهمزة في الذي يقال له المضاعف : (أب) اعلم أن للهمزة والباء في المضاعف أصلين: أحدهما المرعى، والآخر القصد والتهيؤ. أما الأول فقول الله عز وجل: {وفاكهة وأبا} [عبس: ٣١] ...... وأما الثاني فقال الخليل وابن دريد: الأب مصدر: أب فلان إلى سيفه: إذا رد يده إليه ليستله. ..... (أث) هذا باب يتفرع من الاجتماع واللين، وهو أصل واحد. ...... (أج)

وأما الهمزة والجيم فلها أصلان: الخفيف، والشدة إما حرا وإما ملوحة. انتهى . ولابن الفارس أيضا الصاحبي في فقه اللغة العربية وسننِ العرب في كلامها .

الفروق اللغوية : أبو هلال الحسن بن عبدالله بن سهل **العسكري** (ت نحو ٣٩٥هـ) طبع أيضا باسم معجم الفروق اللغوية بترتيب وزيادة .

الصحاح تاج اللغة وصحاح العربية : أبو نصر إسماعيل بن حماد الجوهري الفارابي (ت ٣٩٣هـ)

فقه اللغة وسر العربية : عبد الملك بن محمد بن إسماعيل **أبو منصور الثعالبي** (ت٤٢٩هـ)

المخصص : أبو الحسن علي بن إسماعيل النحوي اللغوي الأندلسي المعروف **بابن سيده** (ت ٤٥٨هـ)

أساس البلاغة : أبو القاسم محمود بن عمرو بن أحمد، الزمخشري جارالله (٥٣٨هـ)

لسان العرب : محمد بن مكرم بن على ، أبو الفضل، جمال الدين **ابن منظور الإفريقى** (ت ٧١١هـ)

القاموس المحيط : مجد الدين أبو طاهر محمد بن يعقوب **الفيروزآبادى** (ت ٨١٧هـ)

تاج العروس من جواهر القاموس : محمد بن محمد بن عبد الرزّاق الحسيني، أبو الفيض، الملقّب بمرتضى، الزَّبيدي (ت ١٢٠٥هـ)

الإفصاح في فقه اللغة : عبد الفتاح الصعيدي ، حسين يوسف موسى

معجم عجائب اللغة : شوقي حمادة

خاص علوم وفنون کے معاجم مہمہ کا ذکر:

المفردات فی غریب القرآن-ابو القاسم حسین بن محمد الراغب اصفہانی (متوفی ۵۰۲ھ) للراغب الاصفہانی
،-----لغات القرآن---

النہایۃ فی غریب الحدیث والاثر---مجمع بحار الانوار---لغات الحدیث---معجم رموز المحدثین----

طلبۃ الطلبہ ----قاموس الفقہ---التعریفات للجرجانی ---کشاف اصطلاحات الفنون---المغرب فی ترتیب المعرب---تہذیب الاسماء واللغات--المصباح المنیر فی غریب الشرح الکبیر: ابو العباس احمد بن محمد فیومی حموی (متوفی ۷۷۰ھ)--الکلیات معجم فی المصطلحات والفروق اللغویۃ - ابو البقاء ایوب بن موسی کفوی (متوفی ۱۰۹۴ھ)

مفتاح السعادۃ ومصباح السیادۃ ----کشف الظنون عن اسامی الکتب والفنون----ترتیب العلوم ---اس کے شروع سے فہرست ----ارشاد القاصد الی اسنی المقاصد---مفاتیح العلوم--------الفہرست لابن الندیم

اختتام تسوید اول : ۲۶/۷/۱۴۴۵ھ

۷/۲/۲۰۲۴ء